بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۳۳ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

الفضل

روزنامہ — قادیان

یکشنبہ

جلد ۳۲ | ۱۷ ماہ تبوک ۱۳۲۳ ہش | ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ | ۱۷ ستمبر ۱۹۴۴ء | نمبر ۲۱۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۱۵ ماہ تبوک۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے متعلق آج ۵½ بجے شام یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حضور کو درد نقرس کی تکلیف ہے۔ حضور نماز جمعہ میں تشریف نہ لا سکے اور خطبہ جمعہ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

قادیان ۱۵ ماہ تبوک۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت روبصحت ہے الحمد للہ۔ کمزوری آہستہ آہستہ دور ہو رہی ہے۔ البتہ رات سے بائیں پسلی میں کچھ درد ہے، جو غالباً نقرس کی وجہ سے ہے۔ احباب کامل صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

آج خطبہ جمعہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے پڑھا اور نماز پڑھائی۔ مسجد اقصیٰ باوجود فراخی کے اسقدر تنگ ثابت ہوئی کہ بہت سے اصحاب نے نماز متصلہ دفاتر اور ادھر ادھر کی گلیوں میں ادا کی۔ مسجد کو مزید وسیع کرنے کی ضرورت شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔ مسجد مبارک میں جو حصہ بڑھایا گیا اس کی دوسری منزل کی چھت ڈالی جا رہی ہے۔ نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے پہلی منزل کی چھت پر ابھی سے نماز ادا کی جاتی ہے۔

روزنامہ "الفضل" ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

رمضان کا مبارک مہینہ

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ہر سال رمضان المبارک سے متعلق ایسے حقائق پیش فرمایا کرتے ہیں جو احباب جماعت کے لئے دینی اور دنیوی لحاظ سے نہایت مؤثر اور مفید ہوتے ہیں۔ اب کے بیماری کے نہایت شدید حملہ کے بعد اور بے حد کمزوری کے باوجود آپنے اس عمل صالحہ کو سرانجام دیا ہے۔ احباب جماعت دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ آپ کو جلد کامل صحت عطا فرمائے۔ تا جماعت آپ کے فیوض اور برکات سے مسلسل متمتع ہوتی رہے۔ (ایڈیٹر)

اس سال میں نے شروع رمضان سے ہی ارادہ کیا تھا کہ اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو اپنے نفس کی اصلاح اور دوستوں کے فائدہ کی خاطر رمضان کی برکات کے متعلق ایک مضمون لکھ کر "الفضل" میں شائع کرونگا اور اس کے لئے میں نے چند نوٹ قلم برداشتہ طور پر لکھ لئے تھے کہ پھر بیماری نے ایسا گھیرا۔ کہ اب تک اس کے پنجہ سے نجات حاصل نہیں ہوئی۔ گو شکر ہے کہ اس شدید حملہ سے جو گذشتہ چند ایام میں درد گردہ اور قولنج کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور جس نے مجھے چند دن تک انتہائی تکلیف میں مبتلا رکھا۔ اب صحت کی صورت پیدا ہو چکی ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اب رمضان کے اختتام کی وجہ سے مفصل مضمون شائع کرنے کا موقعہ تو نہیں رہا لیکن ثواب کی خاطر سے میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اپنے نوٹوں کو ہی مناسب صورت دیکر شائع کردوں تا اگر خدا چاہے تو وہ اس سال میری روزوں سے محرومی کا کفارہ ہو جائے۔ اور شائد اس آخری وقت میں ہی ان کی وجہ سے کسی دوست کو خاص دعا اور خاص عمل کی توفیق مل جائے جو جماعت کے روحانی اموال میں اضافہ کا باعث ہو۔ وانما الاعمال بالنیات ولکل امرئٍ مانوی وما توفیقی الا باللہ

(۱)

گو اسلام میں ہر عمل جو خدا کی رضا کی خاطر کیا جائے عبادت کا رنگ رکھتا ہے خواہ بظاہر وہ ایک بالکل ہی دنیوی فعل ہو مگر روزہ ان چار خاص عبادتوں میں سے ایک ہے جو اسلام میں گویا انسانی اعمال کے لئے بطور ستون کے قرار دی گئی ہیں اور ان چار عبادتوں (نماز روزہ حج زکوٰۃ) میں سے ہر عبادت اپنی ایک خاص غرض و غایت رکھتی ہے خواہ وہ حقوق اللہ سے متعلق ہو یا حقوق العباد سے۔ اور ان میں صیام یعنی روزہ کو یہ مزید خصوصیت حاصل ہے کہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں سے یکساں تعلق رکھتا ہے اور دونوں باغوں کی ایک سی آبپاشی کرتا ہے۔

(۲)

روزہ کو ایک خصوصیت یہ بھی حاصل ہے کہ اس کے اندر خدائے حکیم نے اسلام کی جملہ بنیادی عبادتوں کو ایک خاص حکیمانہ انداز میں جمع کر دیا ہے۔ مثلاً صوم کے علاوہ جو رمضان کا اصل مقصود ہے روزہ میں تراویح اور مخصوص قیام اللیل کے ذریعہ نماز کے عنصر کو نمایاں طور پر شامل کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح صدقۃ الفطر اور عام صدقات کی کثرت کے ذریعہ زکوٰۃ کے عنصر کو بڑھا دیا گیا ہے۔ اور پھر اعتکاف کے ذریعہ گویا حج کی روح کا خمیر لے لیا گیا ہے۔ کیونکہ حج اور اعتکاف میں ایک گہری مناسبت ہے جو کسی غور کرنے والے پر مخفی نہیں رہ سکتی۔

(۳)

روزہ کو شہادت کے عمل سے بھی بہت مشابہت ہے کیونکہ جس طرح ایک شہید خدا کے سامنے اپنی زندگی کا ہدیہ پیش کرتا ہے۔ اسی طرح ایک سچا روزہ دار خدا کی خاطر نہ صرف اپنی انفرادی زندگی کو بلکہ اپنی نسل کے سوتوں کو بھی کاٹتے ہوئے خدا کے سامنے آکھڑا ہوتا ہے کہ اے خدا میں تیرے لئے اپنی ظاہری زندگی کے سہاروں (طعام و شراب) اور اپنے نسلی بقا (ملامست ازواج) سے کنارہ کش ہوتا ہوں اور یہی شہادت کی روح ہے۔

(۴)

قرآن شریف میں روزہ کے فضائل اور اغراض و مقاصد بہت تفصیل سے بیان ہوئے ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں:۔

(الف) سب سے پہلے خود رمضان کا نام ہی جو اسلام کا جاری کردہ ہے کیونکہ اسلام سے قبل رمضان کے مہینہ کا نام ناتق ہوا کرتا تھا جسے بدل کر رمضان کر دیا گیا۔ اور چونکہ لفظ رمضان کے معنے گرم ہونے اور تپنے یا شدت پیاس سے جلنے کے ہیں اسلئے اس انتخاب میں یہ اشارہ ہے کہ یہ عبادت مسلمانوں کے دلوں میں خدا کی محبت کی گرمی پیدا کرنے کیلئے مقرر کی گئی ہے یا یہ کہ روزہ مسلمانوں کے دلوں میں خدا کے قرب کی پیاس کو تیز کرتا ہے وغیر ذالک۔

(ب) اسکے بعد صوم اور صیام کا لفظ ہے جو اسلام نے روزہ کی عبادت کیلئے اختیار کیا ہے اسکے معنی کسی چیز سے رکے رہنے یا پیچھے ہٹنے یا کھانے پینے سے پرہیز کرنے کے ہیں۔ اس میں ضبط نفس اور محرمات سے اجتناب کی غرض کی طرف اشارہ ہے یعنی روزہ انسان کے اندر ضبط نفس کا مادہ پیدا کرتا ہے اور بدیوں سے رکنے کی طاقت کو بڑھاتا ہے اسی لئے حدیث میں شہر رمضان کا دوسرا نام شہر صبر بھی آتا ہے۔

(ج) اوپر کے دو الفاظ کے اجمالی اشارہ کے علاوہ قرآن شریف نے صراحتاً بھی روزہ کی بعض خاص اغراض بیان کی ہیں مثلاً فرماتا ہے لعلکم تتقون یعنی روزہ کی عبادت اس لئے فرض کی گئی ہے کہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو اور تقویٰ کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ ایک طرف تو تمہیں ہر بات میں خدا کو اپنے ساتھ ڈھال کی طرح چمٹائے رکھنے کی عادت ہو جائے دوسرے تم لوگوں کے خلاف ظلم و دست درازی سے مجتنب رہ سکو۔ کہ یہی تقویٰ کے دو مرکزی مقاصد ہیں۔

(د) ایک غرض روزہ کی قرآن شریف نے یہ بیان کی ہے

ایڈیٹر: غلام نبی

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور قادیان سے شائع کیا

کہ انی قریب یعنی اس ذریعہ سے انسان خدا کا قرب حاصل کرتا ہے یا زیادہ صحیح طور پر یوں کہنا چاہیئے۔ کہ روزہ کے نتیجہ میں خدا اپنے بندے کے زیادہ قریب ہو جاتا ہے، اور یہی انسان کی زندگی کا اولین مقصد ہے۔

(۵) پانچویں بات قرآن شریف یہ فرماتا ہے۔ کہ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان یعنی خدا فرماتا ہے۔ میں روزہ رکھنے والوں کی دعاؤں کو قبول کرتا ہوں۔ یعنی گو آگے پیچھے بھی میں اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہوں۔ لیکن روزہ میں میری اس رحمت کا دروازہ بہت زیادہ وسیع ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس کے یہ معنی کئے جائیں۔ کہ روزہ میں انسان کی ساری ہی دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ تو پھر بھی یہ غلط نہیں ہوگا۔ کیونکہ حدیث میں صراحت سے آتا ہے۔ کہ ایک مومن کی دعا تین طرح قبولیت کو پہنچتی ہے۔ اول یا تو خدا اسے اسی صورت میں کہ جس صورت میں وہ مانگی جاتی ہے۔ قبول کر لیتا ہے۔ دوسرے یا اگر اس کا اسی صورت میں قبول کرنا خدا کی کسی سنت یا مصلحت کے خلاف ہوتا ہے۔ یا خود دعا کرنے والے کے حقیقی مقاصد کے خلاف ہوتا ہے۔ تو پھر خدا اسکے عوض میں دعا کرنے والے سے کسی مناسب حال بدی اور شر کو ٹال دیتا ہے۔ اور تیسرے یا آخرت میں اس دعا کا بہتر ثمرہ پیدا کر کے بندے کی تلافی کر دیتا ہے۔ اس طرح کہہ سکتے ہیں۔ کہ دراصل کوئی سچی دعا بھی ضائع نہیں جاتی۔ پس روزہ کو دعاؤں کی قبولیت سے خاص تعلق ہے۔ اور اسی لئے اہل اللہ کا طریق رہا ہے۔ کہ جب کوئی خاص دعا کرنی ہو۔ تو اس دن روزہ رکھ کر دعا کرتے ہیں۔ اور یہ ایک بہت آزمایا ہوا طریق ہے۔

(۵)

حدیث نے روزہ کے برکات اور فوائد میں دو نہایت لطیف باتیں بیان کی ہیں:

اول حدیث میں آتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دوسری عبادتوں کی جزائیں تو اور اور مقرر ہیں مگر روزہ کی جزا خود میں ہوں۔ یہ وہی لطیف مفہوم ہے۔ جو قرآنی الفاظ انی قریب میں بیان ہوا ہے۔ یعنی جب بندہ روزہ رکھ کر اپنے آپ کو خدا کے لئے مٹاتا ہے۔ تو ہمارا رحیم و کریم خدا اس کے بدلہ میں خود اپنے آپ کو اس کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ کہ اے میرے لئے مٹنے والے تیرے عمل کا بدلہ یہی ہے۔ کہ تو خود مجھی کو پا لے۔ اسی قسم کے الفاظ حدیث میں شہید ہونے والے شخص کے متعلق بھی آتے ہیں کیونکہ شہادت کو روزہ سے گہری مشابہت ہے۔

دوم۔ دوسری بات حدیث میں یہ بیان ہوئی ہے۔ کہ خدا نے قیامت کے دن کے لئے جنت میں داخل ہونے کے واسطے مختلف دروازے مقرر کر رکھے ہیں۔ کوئی دروازہ نماز کے لئے ہے اور کوئی زکوٰۃ کے لئے ہے اور کوئی حج کے لئے وغیر ذالک۔ اور روزہ کے واسطے جو دروازہ مقرر کیا گیا ہے۔ اس کا نام ریّان ہے۔ اب ریّان کے معنی عربی زبان میں پیاسے کے مقابل کے ہیں۔ یعنی وہ شخص جو پانی سے سیراب شدہ ہو۔ اور اس میں اشارہ یہ ہے۔ کہ جب ایک انسان خدا کی خاطر اپنی انفرادی اور نسلی زندگی کی تاروں کو کاٹنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ یعنی نہ کھاتا پیتا ہے اور نہ بیوی کے پاس جاتا ہے۔ تو خدا اسے فرماتا ہے۔ کہ اے میرے بندے تو نے میرے لئے اپنی ظاہری زندگی کے سہاروں کو کاٹ دیا۔ اب تیری جزا اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ میں تجھے حقیقی اور دائمی زندگی کے پانی سے اتنا سیراب کروں۔ کہ تم مجسم سیرابی ہو جاؤ۔ یہی وہ لطیف مفہوم ہے۔ جو ریان کے لفظ میں بیان کیا گیا ہے۔ ہمارے خدا کے قانون جزا و سزا میں عجیب تناسب اور توازن چلتا ہے وہ جس چیز کو لیتا ہے۔ اسکے بدلہ میں اسی نوع کی چیز ہزاروں درجہ بڑھا چڑھا کر دیتا ہے۔ یہی وہ عظیم الشان فلسفہ ہے۔ جسکے ماتحت شہید ہونے والے شخص کے متعلق خدا فرماتا ہے۔ اور کس شان اور غیرت کے ساتھ فرماتا ہے۔ کہ جو شخص میرے رستہ میں جان دے۔ اسے کبھی مُردہ مت کہو۔ کیونکہ احیاء عند ربھم یرزقون۔ وہ زندہ ہیں۔ اور خدا سے زندگی کا مزید رزق حاصل کرتے ہوئے ابدی ترقی پاتے جائیں گے

(۶)

حدیث میں روزہ کی ایک اور فضیلت بھی بیان ہوئی ہے۔ اور وہ یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اس میں جہاں یہ اشارہ ہے کہ روزہ کی وجہ سے نیکیاں ترقی کرتی اور بدیاں گھٹتی ہیں۔ وہاں یہ بھی اشارہ ہے۔ کہ رمضان میں خدا کے عفو کا دروازہ بہت وسیع ہو جاتا ہے۔ اور جب عفو کا دروازہ وسیع ہوا۔ تو اس کے نتیجہ میں لازماً جنت کا دروازہ کھلے گا۔ اور جہنم کا بند ہوگا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حدیث میں آتا ہے۔ کہ جب حضرت عائشہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ اگر میں لیلۃ القدر کو پاؤں تو کیا دعا کروں۔ تو اس پر آپ نے فرمایا۔ یہ دعا کرو۔ کہ اللّٰھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی۔ یعنی اے میرے خدا تیری ایک صفت گناہ اور بدی کے نشانوں کو مٹانا بھی ہے۔ اور یہ صفت تجھے بہت محبوب ہے۔ پس ایسا کر کہ اول تو مجھ سے کوئی بدی ہو ہی نہیں۔ اور اگر کبھی ہو جائے۔ تو پھر اپنے فضل و رحم سے اسکے نام و نشان کو ایسا مٹا دے۔ کہ گویا وہ ہوئی ہی نہیں۔ یعنی میں بھی اسے بھول جاؤں۔ لوگ بھی بھول جائیں۔ تیرے فرشتے بھی بھول جائیں۔ اور تو خود بھی بھول جائے۔ خدا کو نعوذ باللہ نسیان نہیں۔ مگر جس چیز کا وہ نام و نشان مٹا دے۔ اور اس کے ذکر کو محو کر دے اسے وہ گویا بھلا دیتا ہے۔ اسی لئے خدا کی عفو کی صفت اسکی تکفیر اور مغفرت کی صفات سے بالا ہے۔

(۷)

روزہ کی حقیقت پر اس دعا کے الفاظ سے بھی بہت روشنی پڑتی ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے افطاری کے وقت پڑھنے کا حکم دیا ہے یعنی اللّٰھم لک صمت وعلے رزقک افطرت۔ یعنی اے خدا اگر میں کھانے پینے سے رُکا تھا۔ تو تیرے لئے اور اب کھانے پینے لگا ہوں۔ تو تیرے دیئے ہوئے رزق پر۔ یہ بعینہٖ وہی مفہوم ہے۔ جو مشہور قرآنی آیت قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین میں بیان کیا گیا ہے۔

(۸)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت سے ثابت ہے۔ کہ آپ رمضان میں روزہ کی مخصوص عبادت کے علاوہ مندرجہ ذیل زائد اور نفلی اعمال کی طرف بہت توجہ فرماتے تھے۔

(الف) نماز تہجد اور قیام اللیل جو گویا صیام کی بھی زینت ہے۔ اور جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو انتہائی شغف تھا۔

(ب) تلاوت قرآن کریم جس کے متعلق حدیث میں اشارہ آتا ہے۔ کہ رمضان میں دو دفعہ ختم کرنا زیادہ پسندیدہ ہے۔

(ج) صدقہ و خیرات۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔ کہ رمضان میں آپ اس کثرت سے صدقہ و خیرات فرماتے تھے۔ کہ جیسے ایک زور سے چلنے والی آندھی ہو۔ جو کسی روک کو خیال میں نہ لائے۔

(د) آپ نے روزہ کی روح کی طرف اشارہ کرنے کے لئے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ جو شخص بظاہر کھانے پینے سے تو رک جاتا ہے۔ مگر جھوٹ اور خیانت اور گالی گلوچ اور دنگا فساد اور بیہودہ گوئی وغیرہ سے نہیں رکتا۔ تو وہ مفت میں بھوکا مرتا ہے۔ کیونکہ اس کا کوئی روزہ نہیں۔

(۹)

رمضان کی ایک خاص عبادت اعتکاف ہے۔ جو آخری عشرہ میں کسی جامع مسجد میں ادا کی جاتی ہے۔ یہ ایک نفلی عبادت ہے۔ جس میں انسان گویا خدا کی خاطر دنیا سے کامل انقطاع اختیار کرتا ہے۔ دراصل اعتکاف روزہ کا معراج ہے۔ اور اس میں انسانی فطرت کے اس جذبہ کی تسکین کا سامان مہیا کیا گیا ہے۔ جو کئی لوگوں کے اندر رہبانیت کی صورت میں پایا جاتا ہے۔ اسلام نے اپنی کامل حکمت سے رہبانیت کو تو جائز نہیں رکھا۔ مگر انسانی فطرت کے اس میلان کو کہ میں ظاہری طور پر بھی کلیۃً خدا کا ہو جاؤں۔ اعتکاف کی اجازت دے کر پورا کر دیا ہے۔ اعتکاف میں انسان اپنے شہادت کے عمل کو کمال تک پہنچاتا ہے۔ اور اسے رمضان کے آخری عشرہ میں رکھنے میں یہ حکمت ہے کہ تا گویا زبان حال سے انسان سے یہ کہلوایا جائے۔ کہ میں خدا کے لئے روزہ رکھنے سے تھکتا نہیں۔ بلکہ جوں جوں دن گذرتے جاتے ہیں۔ میری خدا تک پہنچنے کی پیاس ترقی کرتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ رمضان کے آخری ایام میں میں یوں ہو جاتا ہوں۔ کہ گویا میرا سب کچھ خدا کے لئے ہو گیا ہے۔ اور سچی بات یہ ہے۔ کہ عید کی شیرینی بھی ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ جب آخری عشرہ آتا تھا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم احیا اللیل وایقظ اھلہ وشد المئزرہ

(۱۰)

رمضان کے آخری عشرہ کے کمالات میں سے ایک لیلۃ القدر بھی ہے۔ جس میں خدا کا ابر رحمت کی بارش برسانے کے لئے زمین کے قریب تر ہو جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ لیلۃ القدر کو آخری عشرہ کی وتر راتوں میں تلاش کرنا چاہیئے۔ اور وتروں میں سے زیادہ میلان ستائیسویں رات کی طرف پایا جاتا ہے۔ لیکن اس بارے میں حصر نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ حصر میں علاوہ غلطی کے امکان کے انسانی عمل کا دائرہ محدود ہو جاتا ہے۔ حالانکہ خدا کا منشا یہ ہے۔ کہ روح کو اس کے آقا کی تلاش

(بقیہ دیکھئے صفحہ ۵ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب مولوی محمد علی صاحب کے پیش کردہ جھوٹ

جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین غالباً گزشتہ دو ماہ سے متواتر اور مسلسل اخبار "پیغام صلح" میں اپنا ایک اعلان "میاں محمود احمد صاحب جواب دیں" کے عنوان سے جو کھٹہ میں چھپوا رہے ہیں۔ اس اعلان میں حضرت امیر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز امام جماعت کی طرف لقبیل خود نبوت کے عقیدہ کے متعلق "تین جھوٹ" منسوب کرکے ان کی تردید۔ مباحثہ اور مباہلہ تک کی دعوت دے رہے ہیں۔ مولوی صاحب نے اپنے اس چیلنج کو ان الفاظ سے شروع کیا ہے کہ "حضرت مسیح موعودؑ پر جو افترا میاں محمود احمد صاحب نے کئے ہیں۔ میں انکو افترا ہی کہتا رہا ہوں۔ اور کہتا رہوں گا" ...... اور ختم ان الفاظ پر کیا ہے۔ "اگر میاں صاحب اب بھی خاموش رہیں تو دیکھئے میں ان الزامات کو دہراتا رہوں گا یہانتک کہ ان کے مریدوں میں بھی یہ ایمانی جوش پیدا ہو کہ وہ میاں صاحب سے ان الزامات کی بریت کے متعلق سوال کریں"

لاکھوں کی جماعت کے برگزیدہ واجب الاطاعت امام کے متعلق نہایت بے باکی اور سفاکی سے جناب مولوی محمد علی صاحب نے جھوٹ کے جھوٹے الزامات لگا کر حضور کے متبعین کے احساسات کو جس قدر مجروح کیا ہے۔ اسے خدا تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے اور اسی سے مدد چاہتے ہوئے "الفضل" مجریہ ۱۳ر اگست اور اس کے بعد بھی ایک اصولی سوال اٹھایا گیا تھا۔ لیکن جناب مولوی صاحب نے ابھی تک اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ "الفضل" نے ان سے یہ جائز ابتدائی مطالبہ کیا تھا کہ وہ جو الزامات لگا رہے ہیں۔ ان کے متعلق ثبوت پیش کریں کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کے منسوب کردہ الفاظ کہاں فرمائے اور کہاں شائع ہوئے۔ ایڈیٹر صاحب "الفضل" نے مولوی صاحب سے ان کے پیش کردہ الفاظ کی صحت کا ثبوت اسلئے طلب کیا۔ کہ مولوی صاحب حوالہ جات کی نقل کرنے میں بعید غیر محتاط واقع ہوئے ہیں۔

ہمارا یہ دعویٰ ہی نہیں۔ بلکہ اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ جن سے ثابت ہے کہ مولوی صاحب خطرناک طور پر تحریف کرنے کے عادی ہیں۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

(۱)

مولوی صاحب نے اپنے ایک رسالہ "القول الفصل کی ایک غلطی کا اظہار" میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ایک عبارت یوں منسوب کی:

"غیر نبی کو نبی پر فضیلت ہو سکتی ہے۔ اور تمام اہل علم و معرفت اس فضیلت کے قائل ہیں" حالانکہ اصل حوالہ جہاں سے یہ اقتباس لیا گیا یوں ہے:

"یہ ایک جزوی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے ......"

مولوی صاحب نے یہ تحریف اس لئے کی کہ "جزوی فضیلت" کے الفاظ سے ان کی مطلب براری نہ ہو سکتی تھی۔

(۲)

اسی رسالہ میں مولوی صاحب نے "چشمۂ معرفت" کی ایک عبارت اس طرح نقل کی:

"نبوت و رسالت کا لفظ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے۔ مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں جو بکثرت ہیں۔ اور غیب پر مشتمل ہیں"

مولوی صاحب کو چونکہ معلوم تھا کہ اس سے متصلہ الفاظ کہ "اسی کا نام خدا تعالیٰ کی اصطلاح میں نبوت ہے" ان کے فرضی قلعہ کی بنیادیں اکھیڑ پھینکتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے عمداً حوالہ محولہ بالا کو ادھورا رکھا۔

(۳)

مولوی صاحب نے اپنی ایک کھلی چٹھی میں جو آپ نے ۱۹۲۲ء میں متعدد اخبارات میں چھپوائی حضور کے بیان کا ایک حصہ جو حضور نے ایک ہندو سب جج کی عدالت میں ۱۶ر جون کو دیا اسطرح نقل کیا۔ اور اسی پر اپنی اس چٹھی کی بنیاد رکھی کہ:

"قرآن کریم میں محمد صاحب کے لئے کہیں آخری نبی نہیں آیا۔ محمد صاحب کو خاتم النبیین ضرور لکھا ہے لیکن ان الفاظ کی تعبیر علیحدہ علیحدہ کی جاتی رہی ہے لغت میں ان الفاظ کے معنی آخری نبی کہیں نہیں لکھے ...."

حالانکہ مندرجہ بالا الفاظ حضور کے نہ تھے۔ بلکہ ہندو سب جج صاحب کے اپنے تھے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس میں حضور کی طرف منسوب کرکے "محمد صاحب" کے الفاظ دو دفعہ استعمال کئے گئے تھے۔ اور یہ الفاظ مسلمانوں کا محاورہ نہیں۔ اس کے برعکس حضور کے الفاظ وہ تھے جو ۱۶/۲۶ جون کے "الفضل" میں چھپ چکے تھے آپ کو یہ بھی بخوبی معلوم تھا کہ اس مقدمہ میں حضور کو ایک غیر احمدی مولوی نواب دین صاحب سنکوہی دیوبندی نے جو کہ عام مولویوں سے زیادہ واقفیت رکھتا تھا بطور گواہ طلب کیا تھا۔ لیکن بایں ہمہ آپنے اس مقدمہ کے فریقین عمداً فتح محمد و نواب بی بی بیان کئے۔ تاکسی کو یہ خیال نہ گزرے کہ اگر یہ الفاظ حضور کے تھے تو اس بیان پر اس مولوی نے کیوں بحث نہ کی

(۴)

مولوی صاحب نے اپنے سال رواں کے ۲۸ر جولائی کے خطبہ میں جو ۲ر اگست کے پیغام میں شائع ہوا کہا:

"وہ بھی میاں صاحب کے مرید ہی ہیں جنہوں نے یہاں تک کہہ دیا ؎

(۱) محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
مگر پہلے سے بڑھ کر اپنی شاں میں"

(۲) "اندر بیٹھ کر یہی سبق دیا جاتا تھا اور اسی کو پیکر شاعر نے کہا تھا کہ اب جو حضرت مصطفٰے صلعم دنیا میں آئے ہیں تو پہلے سے بڑھ کر شان میں آئے ہیں"

(۳) "اب کہا جاتا ہے کہ ہم نے حضرت مرزا صاحب کو محمد رسول اللہ سے بڑھ کر کہنے والے وفادار شاعر کو تنبیہ کر دی تھی۔ ہم نے ایسی تنبیہ تو کہیں دیکھی نہیں۔ شاید علیحدگی میں بلا کر کہہ دیا ہوگا۔ کہ ان باتوں کو لوگ سہاریں گے نہیں۔ بنا بنایا کھیل نہ بگاڑو"

حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ جس شعر کا مولوی صاحب نے ذکر کیا ہے۔ وہ ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں لکھا گیا۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی کے نظریئے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے اس کی ذمہ داری آپ پر ڈالنا ظلم عظیم ہے۔ اسی طرح "سبق دینے والی" بات بھی انسانی سمجھ سے بالا ہے کہ سبق تو ۱۹۱۴ء کے بعد دیا جائے اور اور نتیجہ کم از کم ۸ سال پہلے ۱۹۰۶ء میں رونما ہو جائے۔

تنبیہ کے متعلق خود "پیغام صلح" کو مسلم ہے کہ ۱۹ر اگست ۱۹۳۴ء کے "الفضل" میں کر دی گئی تھی۔ مگر مولوی صاحب نے تنبیہ کا صاف انکار کرکے تمسخر کرنے کے لئے راستہ صاف کر لیا۔

(۵)

۲۸ر جون ۱۹۴۴ء کے پیغام میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے متعلق یہ لکھنا کہ "حال ہی میں ان کے منہ سے ایسے کلمات کفر نکلے ہیں جن سے انہوں نے کھلے بندوں حضرت نبی کریم صلعم کی توہین کی ہے" اور اس کی تائید میں ۱۶ر جون کے "الفضل" میں شائع شدہ خطبہ کا ادھورا اور ناقص اقتباس شائع کرنا۔ اور مولوی صاحب کا اس بنا پر شور مچانا سراسر ظالمانہ فعل تھا۔ عبارت کا کچھ ابتدائی اور کچھ آخری فقرہ درج کر دینا اور درمیانی عبارت کی جگہ نقطے ڈال کر اصل معاملہ کو راز میں رکھنا مبادا کہ حقیقت کھل جائے مولوی صاحب اور ان کے "پیغام" ہی کو سزاوار ہے۔

الغرض مندرجہ بالا حقائق اور اسی کے متعلق منافقوں کی بہت بڑی تعداد کا قادیان میں موجود ہونے کا بلا دلیل اور بلا حوالہ دعویٰ اور دیگر ایسے امور مثلاً کلمہ طیبہ کی تنسیخ کا الزام جن کا بیان ذکر کرنا غیر ضروری طوالت کا موجب ہے ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم جناب مولوی صاحب سے درخواست کریں کہ پیشتر اس سے کہ وہ اپنے مطالبہ کے جواب کی امید رکھیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اصل الفاظ پیش کریں۔

الغرض انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جب تک مولوی صاحب حضور کے اپنے الفاظ پیش کرکے کوئی بات ثابت نہ کریں۔ ان کے چیلنج کو محض افتراہی افترا قرار دیا جائے۔ اور اس حیثیت میں ناقابل اعتناد سمجھا جائے۔ مولوی صاحب لاکھ بدزبانی کریں اس کا بدلہ خدا کی طرف سے پائیں گے اور ہر شریف انسان کی نظر سے گرتے جائیں گے۔ اس کے سوا انہیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ایک ایسا شخص جس کے متعلق یہ مسلم ہو کہ وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف مومنانہ تقویٰ اور دیانت کو جواب دے کر الفاظ منسوب کرنے کا عادی ہے۔ وہ اگر بغیر اصل الفاظ پیش کئے یہ امید رکھے کہ اس کے کسی مطالبہ کی طرف توجہ کی جائے گی۔ تو یہ محض اس کی خوش فہمی ہوگی۔ آج تک انہوں نے کونسا تیر مار لیا ہے جس کی وہ آئیندہ امید رکھ سکتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح کی عام تحریرات اردو زبان میں ہیں۔ اور خدا کے فضل سے حضور کے مرید انہیں خوب سمجھتے ہیں۔ ان سے قطعاً وہ یہ توقع نہ رکھیں۔ کہ اپنے الفاظ ان کے مُنہ میں ڈال کر دھوکہ دے سکیں گے۔ ہم میں سے کسی کا دھوکہ کھانا تو الگ رہا۔ مولوی صاحب کی پارٹی کے عمائد اور اکابر ایک ایک کر کے ان کا ساتھ چھوڑ رہے ہیں۔ حضرت مولوی غلام حسین صاحب پشاوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مولوی صاحب کے تجویز کردہ "خلیفۃ المسیح" کہلاتے رہے۔ خان بہادر میاں محمد صادق صاحب جج آنریری طور پر ان کی قائم کردہ انجمن کے جنرل سیکرٹری تھے۔ مکرم ماسٹر فقیر اللہ صاحب اکونٹنٹ مکرم سید امجد علی صاحب جنرل سیکرٹری جن کی علمیت اور نیکی پر مولوی صاحب کو کل تک ناز تھا۔ خان بہادر ڈاکٹر محمد شریف صاحب سول سرجن ریٹائرڈ جو کل تک مولوی صاحب کے ساتھ تھے مگر اب ان کو جواب دے چکے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے مولوی صاحب کو یہ بات سخت شاق گذری ہے۔ اور ان کو اپنا بنا بنایا کھیل بگڑتا دکھائی دے رہا ہے۔ اس لئے وہ آج کل غیظ و غضب سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی شان میں عامیانہ اور سوقیانہ الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔

(محمد ابراہیم بی۔ اے آف تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان)

شکریہ احباب

میری بہو (محمودہ سلطانہ بیگم) یعنی عزیزم عبدالرحیم سلمہ ربہ کی اہلیہ کی وفات پر جو اظہار ہمدردی خاندان نبوت اور خاندان حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اور دیگر احباب و خواتین جماعت کی طرف سے ہوا ہے۔ اس کا میں تہ دل سے ممنون ہوں۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

وفات کی خبر سنتے ہی حضرت ام المومنین علیہا السلام و حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز و حضرت مریم صدیقہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اظہار ہمدردی کے تار ڈاک کے ذریعہ سے موصول ہوئے۔ ان کے علاوہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ افراد و خواتین جو قادیان میں موجود تھے۔ خاکسار کے غریب خانہ پر تشریف لا کر اور جو باہر تھے۔ انہوں نے بذریعہ خطوط ہمدردی کا اظہار فرما کر خاکسار کو ممنون فرمایا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اسی طرح مرحومہ کی وفات پر جماعت کے دیگر بہت سے احباب اور خواتین نے ہندوستان کے مختلف مقامات اور دور دراز شہروں سے خاکسار اور خاکسار کے لڑکے عزیز عبدالرحیم کے نام بذریعہ تار و خطوط اظہار ہمدردی فرمایا۔ اور بعض مقامات میں جنازہ غائب بھی پڑھایا گیا۔ چونکہ میرے لئے سب کو بذریعہ خطوط جواب دینا ایک مشکل امر ہے۔ اس لئے اخبار کے ذریعہ میں اپنی طرف سے اور عزیزم عبدالرحیم کی طرف سے سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ اور ہر ایک بلاء ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے۔ کہ انہوں نے ہمارے غم میں شریک ہو کر اسلامی اخوت کا نمونہ دکھایا۔ آمین اللّٰھم آمین۔

مرحومہ ایک نہایت صالحہ۔ شریف۔ سمجھدار سلیقہ شعار۔ کم گو۔ فرمانبردار اور خدمتگذار لڑکی تھی۔ اس نے آتے ہی اپنے آپ کو ہمارے گھر کے حالات کے مطابق ڈھال لیا۔ گھر کے تمام افراد کے ساتھ اس کا سلوک نہایت خوشکن تھا۔ اور وہ ہمارے گھر کے لئے ایک فرشتہ رحمت تھی۔ جس نے گھر کو جنت بنا رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند کرے۔ اور اس کے والدین پر بھی جن کے گھر میں اس نے پرورش پائی۔ اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ انہیں اور ان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

اسکو دنیا سے کسی قسم کی محبت نہ تھی۔ اور نہ ہی کوئی لگاؤ۔ اسکی بے نفسی کا یہ حال تھا۔ کہ اسکی زندگی میں میرے لڑکے عزیزم عبدالرحیم نے تین مرتبہ اس کے سامنے حق مہر کی پوری رقم پیش کی۔ لیکن ہر مرتبہ اس نے یہ کہتے ہوئے لینے سے انکار کر دیا۔ کہ مجھے روپیہ کیا کرنا ہے۔

مرحومہ بہت ہی ہمدرد اور نرم دل واقع ہوئی تھیں۔ کسی کی ذرا سی تکلیف سے بہت جلد متاثر ہو جاتیں۔ مگر مستقل مزاج بھی بہت تھیں۔ گھبراہٹ ان میں نام کو نہ تھی۔ یا کم از کم اپنی گھبراہٹ کا اظہار نہ کرتی تھیں۔ اور ان کو اپنے نفس پر پورا قابو حاصل تھا۔ بیماری کی شدید ترین حالت میں جبکہ ان کو علم ہو چکا تھا۔ کہ حالت خطرناک ہے۔ اور وہ اس زندگی سے یقیناً ناامید ہو چکی تھیں۔ انہوں نے کسی قسم کی گھبراہٹ کا اظہار نہ کیا۔ نہایت اطمینان قلب اور پُر سکون دل سے موت کی گھڑیوں کا انتظار کیا۔ وہ اسقدر حساس تھیں۔ کہ بالکل گوارا نہ کرتیں۔ کہ کسی دوسرے شخص کو ان کی وجہ سے ذرا سی تکلیف یا رنج پہنچے۔ بیماری کی حالت میں ہائے تک مُنہ سے نہ نکالتیں۔ مبادا دوسروں کو گھبراہٹ ہو۔ وفات کے دن جب ان کو اپریشن کے کمرے میں لے گئے۔ تو انہوں نے اس وقت موجود عزیزوں کے افسردہ اور غمناک چہروں کا مسکراتے ہوئے چہرے سے جواب دیا۔ ان کو خدا تعالیٰ کی ذات والاصفات پر اس قدر بھروسہ تھا۔ کہ باوجود یہ یقین ہو جانے کے کہ اب بچنا مشکل ہے۔ اور باوجود موقع ملنے کے انہوں نے کسی سے کوئی وعدہ نہ لیا۔ حتیٰ کہ اپنے ننھے اور معصوم بچے فضل الرحیم کے متعلق جس کو وہ ہمیشہ کیلئے اپنے پیچھے چھوڑ رہی تھیں۔ اپنے میاں تک سے بھی کچھ نہ کہا۔ بلکہ اپنے مولیٰ پر توکل کرتے ہوئے حقیقی رنگ میں راضی برضا ہو کر خاموشی سے اس دنیا سے گذر گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللّٰھم لا تحرمنا اجرھا ولا تفتنا بعدھا

دعا ہے۔ اور احباب سے درخواست ہے کہ وہ بھی دعا کریں۔ کہ جس کے بھروسے پر اور جسکی حفاظت میں اس ننھے بچے کو اسکی نیک اور فرشتہ خصلت ماں چھوڑ گئی ہے۔ وہ اپنی شفقت کا ہاتھ اس کے سر پر ہمیشہ کے لئے رکھے۔ اور وہ اسی کی نظر رحمت کے نیچے پلے بڑھے اور پروان چڑھے۔ وہ خود اس کا حافظ و ناصر ہو۔ اور اسکو ہر دکھ اور تکلیف سے محفوظ رکھے۔ اور اس کو نیک اور خادم دین بنائے تاکہ اس کی معصوم ماں کی نیک روح کو ابدالآباد تک ثواب پہنچتا رہے۔ اور اس کے درجات بہشت میں بلند ہوں۔ آمین اللّٰھم آمین۔

آخر میں تمام احباب سے اپنی صحت کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ جزاہم اللہ خیرا۔ خاکسار شبیر علی عفی عنہ۔

۳ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلالپور جٹاں کے شرمناک ظلم و ستم کے متعلق احمدی جماعتوں کی قراردادیں

لجنہ محلہ دارالبرکات قادیان

۲۹ اگست ۱۹۴۴ء کو لجنہ اماء اللہ دارالبرکات غربی کا ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت پریذیڈنٹ صاحبہ منعقد ہوا۔ جس میں قرار پایا۔ کہ ہم تمام ممبرات لجنہ جلال پور جٹاں کے لوگوں کے اس وحشیانہ اور شرمناک فعل کو جو انہوں نے ہماری ایک احمدی بہن کی قبر کھود کر نعش جلانے کے متعلق کی۔ انتہائی رنج و افسوس کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر و صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس سے پرزور مطالبہ کرتی ہیں۔ کہ ظالموں کے خلاف مناسب کارروائی کی جائے۔

(مبارکہ محمد عبداللہ سیکرٹری)

جماعت احمدیہ اجنالہ

یکم ستمبر کو جماعت احمدیہ اجنالہ کے اجلاس میں جو زیر صدارت خواجہ ظہور الدین بٹ بی۔ ایس سی۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل منعقد ہوا۔ حسب ذیل قرارداد متفقہ طور پر پاس کی گئی۔ یہ اجلاس جلال پور جٹاں کے ان لوگوں کی وحشیانہ اور انسانیت سوز حرکات کے خلاف سخت پروٹسٹ کرتا ہے۔ جنہوں نے ایک احمدی خاتون کی نعش کو قبر اکھیڑ کر جلا دیا۔ اور ذمہ وار حکام کی فوری توجہ اس ظلم عظیم کی طرف مبذول کراتا۔ اور درخواست کرتا ہے۔ کہ جلد از جلد مناسب قانونی کارروائی کی جائے۔ خاکسار ظہور الدین بٹ پلیڈر اجنالہ

جماعت احمدیہ سکندر آباد

جماعت احمدیہ سکندر آباد دکن کا ایک غیر معمولی جلسہ زیر صدارت حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب منعقد ہوا۔ اور مفصلہ ذیل قراردادیں بالاتفاق پاس کی گئیں۔

(۱) یہ اجتماع جلال پور جٹاں میں ایک احمدی خاتون کی نعش کی بے حرمتی کرنے والوں کے انسانیت سوز فعل پر اپنے انتہائی غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تو ایک یہودی کا جنازہ گزرتے دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوں۔ مگر یہ ننگِ اسلام مسلمان۔ ایک مسلمان عورت کی نعش کی بے حرمتی کر کے اپنی بے دینی اور بہیمیت کا ثبوت دیں۔

(۲) یہ اجتماع حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ ملا سرحدی جس نے اس فتنہ کی بنیاد رکھی۔ اس پر اور اس کے معاونوں پر مقدمہ چلائے۔ اور انہیں کیفر کردار تک پہنچائے۔

(سیکرٹری)

رمضان کا مُبارک مہینہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

کے لئے زیادہ سے زیادہ چوکس و ہوشیار رکھا جائے۔ قرآن شریف نے لیلۃ القدر کی شان میں کیا خوب الفاظ بیان فرمائے ہیں۔ کہ لیلۃ القدر خیر من الف شہر یعنی اگر کسی شخص کو حقیقی لیلۃ القدر مل جائے۔ تو وہ اس کے عمر بھر کے عمل سے بہتر ہے ما لف شہر کا عرصہ سالوں میں قریباً ۸۳ ۱/۲ ساڑھے تراسی سال بنتا ہے اور یہ لمبی انسانی عمر کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی خدا فرماتا ہے۔ کہ لیلۃ القدر کا میسر آجانا لبا اوقات زندگی بھر کے عام اعمال سے بہتر ہو جاتا ہے۔ اور زندگی بھی وہ جو عام اوسط زندگیوں سے لمبی ہو۔

(۱۱)

روزوں کے متعلق ایک خاص بات یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس طرح نماز میں خدا نے فرض نماز کے ساتھ سنت نماز مقرر فرمائی ہے جو گویا فرض نماز کے واسطے بطور محافظ اور پہرہ دار کے ہے یا یوں سمجھنا چاہیئے کہ فرض نماز اندر کا مغز ہے اور سنتیں اسکے گرد کا چھلکا ہیں جو اُسے محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح رمضان کے فرض روزوں کے دونوں جانب یعنی رمضان سے قبل شعبان کے مہینہ میں اور رمضان کے بعد شوال کے مہینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر نفلی روزوں کی تحریک فرمائی ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ مثلاً ظہر کی نماز میں جو دن کے مصروف ترین حصہ میں آتی ہے اسلام نے اس کے آگے پیچھے سنتیں مقرر فرما دی ہیں۔ در اصل انسانی فطرت کا قاعدہ ہے کہ وہ کسی کام میں توجہ کے جمانے میں کچھ وقت لیتا ہے۔ اور جب توجہ کے اختتام کا وقت آتا ہے تو پھر بسا اوقات اس کے اختتام سے قبل ہی اس کی توجہ اکھڑنی شروع ہو جاتی ہے اس لئے آگے پیچھے نفلی روزے رکھ کر درمیانی فرض روزوں کو محفوظ کر دیا گیا ہے اور یہی سنت نماز کا فلسفہ ہے۔ پس دوستوں کو اس کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔

(۱۲)

روزوں کے مسائل معروف و معلوم ہیں اس لئے ان کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں مگر ایک دو باتیں ایسی ہیں جو غالباً ابھی تک عموماً اتنی محسوس و مشہود نہیں جتنی ہونی چاہئیں

(الف) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ میں سخت تاکید فرمائی ہے کہ سحری میں دیر اور افطاری میں جلدی کرنی چاہیئے۔ اس میں یہ بھاری حکمت ہے کہ تا جو وقت روزہ کا خدائی حکم کے ماتحت مقرر ہے وہ دوسرے وقت کے ساتھ مخلوط نہ ہونے پائے۔ اگر ایک شخص سورج غروب ہو جانے کے معاً بعد روزہ نہیں کھولتا تو وہ اپنے عمل کو مشکوک کر دیتا ہے اور گویا زبان حال سے یہ کہتا ہے کہ کچھ وقت تو میں خدا کی خاطر کھانے پینے سے رُکا رہا اور کچھ وقت اپنی مرضی سے رُکتا ہوں۔ اور یہ نظریہ عمل صالحہ کے لئے سم قاتل ہے۔ یہی صورت سحری میں دیر نہ کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ سحری میں زیادہ سے زیادہ دیر کرو اور افطاری میں زیادہ سے زیادہ جلدی کرو تاکہ تمہارا کھانے پینے سے رُکنا کلیۃً اس وقت کے مطابق ہو جائے جو خدا کا مقرر کردہ ہے اور کوئی فالتو وقت اپنی طرف سے زیادہ کر کے اپنے عمل کو مشکوک نہ کرو۔

(ب) شائد اکثر لوگ اس بات سے واقف نہیں کہ جس طرح باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مجبوری سے نماز کی پہلی رکعت میں قیام کے اندر شامل نہیں ہو سکتا بلکہ رکوع میں آکر شامل ہوتا ہے تو باوجود اس کے اس کی رکعت ہو جائیگی۔ اسی طرح حدیث میں صراحت آتی ہے کہ اگر سحری کھاتے کھاتے دیر ہو جائے اور مؤذن اذان کہدے اور تمہارے ہاتھ میں کھانے پینے کا برتن ہو تو اذان کی وجہ سے رُکو نہیں بلکہ تم ہاتھ کے برتن سے کھا پی سکتے ہو۔ یہ گویا اللہ میاں کا صدقہ ہے اور خدا کے صدقہ کو رد کرنا شکر گذاری کا فعل نہیں سمجھا جا سکتا۔ مگر اس بارے میں احتیاط ضروری ہے اور انسان کو باغی اور عادی نہیں بننا چاہیئے۔

بالآخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ دعاؤں پر زور دینا رمضان کی بھاری خصوصیات میں سے ہے اور قرآن شریف نے سچے روزہ داروں کے لئے قبولیت دعا کا خاص وعدہ فرمایا ہے۔ اس لئے دوستوں کو اس ماہ میں دعاؤں پر بہت زور دینا چاہیئے۔ اور بہترین دعائیں اسلام اور احمدیت کی ترقی کی دعائیں ہیں۔ جن میں گویا ہمارا سب کچھ آ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ امام جماعت کے لئے بھی خاص دعائیں ضروری ہیں مگر دوسری انفرادی دعاؤں کو بھی بھلانا نہیں چاہیئے کیونکہ جماعتیں افراد سے بنتی ہیں اور افراد کی ترقی قومی ترقی کا پہلا زینہ ہے اور اپنی دعاؤں میں اپنے زندوں کے ساتھ اپنے مردوں کو بھی یاد رکھو کہ ہمارے محسن آقا نے ارشاد فرمایا ہے کہ اذکروا موتاکم بالخیر اور دعا سے بہتر خیر اور کیا ہو سکتی ہے؟ فقط

وصیتیں

نوٹ۔ وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں۔ تا اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کردے (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

نمبر ۶۳۴:۔ منکہ سردار عجب لعل خان ولد سردار جعفر خانصاحب قوم پٹھان پیشہ زمینداری عمر ۸۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن موضع کیرنگ ضلع پوری صوبہ اڑیسہ۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴ جون ۴۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ مکان رہائشی بمعہ گوہال مویشیاں قیمتی ۵۰۰ روپے زمین ۸ بیگھہ ۱/۲ قیمتی دو ہزار روپیہ اور ساڑھے سات بیگھہ دھوبیا زمین قیمتی ۸۰ روپے۔ کل جائیداد قیمتی ۲۵۸۰ روپے کی ہوتی ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائیداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں اپنی بیوی کو اسکے مہر کے بدلہ میں کچھ جائیداد پہلے ہی دے چکا ہوں۔ (نوٹ) چونکہ میرے برادر اکبر صاحب خان صاحب سب ڈویژنل آفیسر ملازمت پر رہنے کی وجہ سے فرائض نمبرداری بمعہ کیرنگ اور دیہہ سنگھ پرشاد ادا نہیں کر سکتے۔ اس لئے خاکسار سربراہ کاری کر رہا ہے۔ جو غالباً آئندہ تین سال تک کرتا رہونگا۔ اسکے بعد ریٹائر ہو جانے کے برادر موصوف خود کام سنبھال لیں گے۔ اسلئے جب تک میں یہ کام کر رہا ہوں اس کے ذریعہ جو کمیشن سرکار سے مجھے ملتا رہیگا۔ اس کے دسویں حصہ کو بھی داخل خزانہ کرتا رہونگا۔ کمیشن مذکورہ کم از کم یکصد روپیہ سالانہ ہو جاتا ہے۔ العبد: سردار عجب لعل خاں احمدی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ سید صمصاد علی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کیرنگ گواہ شد:۔ عبدالحمید خاں برادر موصی۔

نمبر ۶۳۳:۔ منکہ مکرم علی خاں ولد احمد علی خاں مرحوم قوم پٹھان پیشہ زمینداری عمر ۳۰ برس پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ڈاکخانہ کیرنگ ضلع پوری صوبہ اڑیسہ۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم جولائی ۴۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ چالیس بیگھہ زرعی زمین مختلف اقسام جسکی قیمت پانچہزار روپے ہے۔ اور ایک رہائشی مکان خام بمعہ گوہال مویشیاں اور دہان گھر قیمتی پانسو روپیہ ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ لیکن چونکہ میرے ذمہ میری بیوی صفورا بی بی بنت نور محمد صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کٹک کا دین مہر مبلغ تین ہزار روپیہ واجب الادا ہے۔ لہذا اسے منہا کر کے جو رقم ہو اس پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ مکرم علی خاں۔ گواہ شد:۔ فیاض دین۔ گواہ شد:۔ وارث علی خاں

نمبر ۶۱۱:۔ منکہ اخوندجی حاجی خاں ولد گلزار خاں صاحب قوم پٹھان پیشہ زمینداری عمر ۴۱ برس تاریخ بیعت ۱۹۱۱ء ساکن کیرنگ ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶ ۴۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ نو بیگھہ زمین مختلف اقسام قیمتی نوصد روپیہ اور ایک عدد مکان خام رہائشی قیمتی ۳۰۰ روپیہ ہے۔ بردو جائیداد کی مجموعی قیمت ۱۲۰۰ روپے ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۱۵ ستمبر۔ پہلی امریکن فوج آخن کے پاس نو میل چوڑے مورچہ پر جرمن سرحد کو پار کر چکی ہوئی ہے۔ سیگفریڈ لائن کی بیرونی چوکیوں میں بھی گھس گئی ہے۔ یہاں سے چالیس میل دور کچھ اور امریکی دستے جرمنی میں برابر آگے بڑھ رہے ہیں۔ اب تک آٹھ میل بڑھ چکے ہیں دوسری برطانی فوج نے نہر البرٹ اور نہر اسکیٹ کا درمیانی علاقہ دشمن سے صاف کر دیا ہے۔ جنوب مشرقی فرانس میں جنرل پیٹن کی فوج نے موزیل کے ساتھ ساتھ اپنے مورچے مضبوط بنا لئے ہیں۔ اب جنوب کی طرف سے جرمن سرحد کے لئے خطرہ پیدا ہو چکا ہے۔ کیونکہ جو فرانسیسی دستے مشرقی فرانس میں سرگرم عمل ہیں وہ اب بلفورٹ سے چند ہی میل دور ہیں

لنڈن ۱۵ ستمبر۔ جنرل ڈیگال نے کل لائنز میں ایک بڑے مجمع میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ فرانس کو بہت جلد ایک بڑی فوج تیار کرنی چاہیئے۔ جو جرمنی میں پہنچکر جرمنوں سے جنگ کرے۔ یورپ کو آزاد کرانے کے لئے فرانس کو ہر ممکن قربانی پیش کرنی چاہیئے تا وہ صلح کی کانفرنس میں وہی جگہ حاصل کر سکے جس کا وہ حقدار ہے۔

واشنگٹن ۱۵ ستمبر۔ ہلمہیرا کے شمالی طرف کے جزیرہ موروتائی پر بھی اتحادی فوج اتر گئی ہے اس کے اترنے کی خبر دشمن کو پہلے سے بالکل نہ ہو سکی اور وہ ہماری فوج کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا۔ اس چڑھائی میں کسی اتحادی جہاز یا ہوائی جہاز کا نقصان نہیں ہوا۔ بعد میں جنرل میکارتھر بھی خود پہنچ گئے۔ وسطی فلپائن میں دوشنبہ سے چہارشنبہ تک دشمن سے جو لڑائیاں ہوئیں ان میں دشمن کے ۵۰۱ ہوائی جہاز اور ۱۷۳ بحری جہاز برباد کر دیئے گئے۔

کانڈی ۱۵ ستمبر۔ ۱۴ ویں برطانوی فوج ٹیڈم روڈ پر ۱۳ میل آگے بڑھ چکی ہے اراکان کے علاقہ میں مایو کی پہاڑیوں میں دشمن پر برابر دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ چین میں چینی فوج نے ٹینگ چنگ پر قبضہ کر لیا ہے۔ جو برما روڈ سے بیس میل مغرب میں ہے۔ اس سے ہندوستان سے خشکی کے رستے چین کو سامان بھیجنے کا سوال اور آسان ہو گیا ہے۔

لنڈن ۱۵ ستمبر۔ روسی فوجوں اور وارسا کے درمیان اب صرف دریا سے وسچولا ہی ہے اور محبان وطن پولوں کی مصیبت کے دن ختم ہونے کو ہیں وارسا کے شمال مشرق میں روسیوں نے نووو گراڈ کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ جو مشرقی پرشیا کی سرحد سے سولہ میل پر ہے۔ چیکو سلواکیہ کی سرحد پر وہ اپنے مورچوں کو مضبوط بنا رہے ہیں

لنڈن ۱۵ ستمبر۔ اٹلی میں ایڈریاٹک کے محاذ پر گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔

بمبئی ۱۵ ستمبر۔ آج شام کی میٹنگ کے بعد گاندھی جی اور مسٹر جناح کی طرف سے مشترکہ طور پر اعلان کیا گیا کہ کل سے ملاقات شام ۵ بجے سے ۷ بجے تک ہوا کرے گی۔ کیونکہ مسٹر جناح نے اسی گفتگو کے سلسلہ میں صبح کے وقت بعض دوسرے کام کرنے ہوتے ہیں۔

ماسکو ۱۵ ستمبر۔ سوویٹ ریڈیو سے اعلان کیا گیا ہے کہ رومانیہ نے اتحادیوں سے جو عارضی صلح کی ہے اس کے رو سے رومانیہ روس کو چھ سال کے عرصہ میں ۷ کروڑ پونڈ سٹرلنگ تاوان جنگ کے طور پر ادا کرے گا۔ رومانیہ کی بری بحری ہوائی فوجیں روس کی نگرانی میں رہیں گی۔ رومانیہ کے کارخانوں اور رسل و رسائل کے ذرائع پر روس کا قبضہ ہو گا۔

کیوبک ۱۵ ستمبر۔ رائٹر کے نامہ نگار کی اطلاع ہے کہ چرچل روزویلٹ کانفرنس میں ہندوستان کے مسئلہ پر مکمل بحث کا امکان ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسٹر فلپس کی رپورٹ بھی زیر غور آئے۔ امید کی جاتی ہے کہ مسٹر ایڈن بھی عنقریب کیوبک پہنچنے والے ہیں۔

کیوبک ۱۵ ستمبر۔ وائیٹ ہاؤس کے ایک سکرٹری نے بیان کیا کہ مسٹر روزویلٹ اس ہفتہ کے آخر تک کیوبک کانفرنس کے ضمن میں اپنا کام ختم کر لینگے۔ اور یہ ہو سکتا ہے کہ جرمنی کی شکست کے بعد چرچل روزویلٹ سٹالن کانفرنس منعقد ہو۔

لنڈن ۱۵ ستمبر۔ برلن سے جو لوگ حال میں بلجیم یا دوسرے علاقوں میں آئے ہیں ان کا بیان ہے کہ اب یہ شہر کھنڈرات میں تبدیل اور تمام کا تمام تباہ ہو چکا ہے

لکھنؤ ۱۵ ستمبر۔ ماہیلا ودیالہ کی طالبات نے پرنسپل سے ناراض ہو کر مطالبہ کیا کہ وہ مستعفی ہو جائے۔ اور سخت فساد برپا کر دیا۔ فرنیچر توڑ ڈالا۔ کھڑکیاں توڑ دیں۔ مینیجنگ کمیٹی کے ایک ممبر پر حملہ کر دیا۔ اور جب اس نے ایک کمرہ میں پناہ لی تو اس کے شیشے توڑ کر مختلف اشیاء اس پر پھینکیں۔

قاہرہ ۱۵ ستمبر۔ حکومت مصر نے نیل کے اوپر والے حصہ کے بند کو مضبوط کرنے کے لئے ایک برطانی کمپنی کو ۲۰ لاکھ پونڈ کا ٹھیکہ دیا ہے

پٹنہ ۱۵ ستمبر۔ ضلع دربھنگہ میں ملیریا نے قیامت خیز تباہی مچا دی ہے۔ ایک سال میں ۹۴ ہزار اشخاص اس مرض کا شکار ہو چکے ہیں سیلاب ملیریا زدہ علاقہ کو بالکل تباہ کر رہا ہے۔ اس وقت تیس ہزار اشخاص پانی میں گھرے ہوئے ہیں۔ اور انہیں دوسرے مقامات تک پہنچانے کی کوشش ہو رہی ہے۔

دہلی ۱۵ ستمبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ سر جارج کننگھم گورنر صوبہ سرحد کے عہدہ کی میعاد میں مزید ایک سال کی توسیع کر دی گئی ہے

بمبئی ۱۵ ستمبر۔ گاندھی جی اور مسٹر جناح کی ملاقات کے بارہ میں کانگرس اور مسلم لیگ کے حلقے بہت پر امید ہیں۔ اور امید کی جاتی ہے کہ اتوار کی شام یا سوموار کی صبح کو دونوں لیڈروں میں سمجھوتہ اور اس کی تفاصیل کا اعلان ہو جائے گا۔

لنڈن ۱۵ ستمبر۔ جرمن نیوز ایجنسی نے اعلان کیا ہے کہ روسی فوج وارسا کی مشرقی بستی پراگا میں داخل ہو گئی ہے۔ جرمن ہوائی جہازوں سے بھی سخت جنگ ہو رہی ہے جرمن کوشش کر رہے ہیں کہ بالٹک کی ریاستوں سے لوٹا ہوا سامان وغیرہ لے کر بحیرہ بالٹک کے رستہ سے فرار ہو جائیں

لنڈن ۱۵ ستمبر۔ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ کل برطانی ہوائی جہازوں نے وسطی جنوبی اور مغربی جرمنی پر سخت بمباری کی۔ اور قریباً چھ لاکھ بم گرائے۔

لاس اینجلز ۱۵ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ جزیرہ سیپان میں دس ہزار جاپانی شہری محصور ہو گئے تھے۔ جن کے بچ نکلنے کی کوئی صورت نہ تھی اس لئے ان سب نے خودکشی کر لی۔ خاوندوں نے بیویوں کی گردنیں کاٹ دیں۔ اور ماؤں نے خود اپنے بچوں کو قتل کر دیا۔ بعض نے اونچی جگہوں سے کود کر جان دیدی

لنڈن ۱۵ ستمبر۔ اتحادی سپریم کمانڈ نے جرمنی میں کام کرنے والے غیر ملکی مزدوروں کو متنبہ کیا ہے۔ کہ وہ جرمن فیکٹریوں سے فوراً نکل جائیں اور جنگلوں وغیرہ میں چھپ جائیں ان کے ایسا کرنے سے جرمنوں پر ایک نئی مصیبت نازل ہو جائے گی۔ اس وقت جرمنی میں ایک کروڑ غیر ملکی مزدور کارخانوں میں کام کر رہے ہیں۔

لنڈن ۱۵ ستمبر۔ آخن کے جنوب میں جرمن زبردست مقابلہ کر رہے ہیں اور امریکن فوج اس شہر سے ایک میل دور ہے۔ بریسٹ میں جرمنوں کے پاؤں اکھڑ رہے ہیں جرمن کمانڈر نے ہٹلر کو پیغام بھیجا ہے کہ اتحادیوں کے پاس سامان جنگ بہت زیادہ ہے اور بڑی بڑی قلعہ بندیاں ٹوٹ چکی ہیں۔

واشنگٹن ۱۵ ستمبر۔ اتحادی فوج موروتائی کے بعد فلپائن کے مشرق میں پلاؤ کے جزیرہ پر بھی اتر گئی۔ جاپانی نیوز ایجنسی کا بیان ہے کہ فلپائن کے شمالی سرے کے اہم جزیرہ لوزان پر بھی اتحادیوں نے بڑے زور کا حملہ کیا ہے۔

لنڈن ۱۵ ستمبر۔ چیکوسلواکیہ کی سرحد پر روسی دستے چیک محبان وطن سے ملنے والے ہیں۔ ماسکو سے اعلان ہوا ہے کہ روسی ہوائی جہازوں نے بہت بڑی تعداد میں بوڈاپسٹ پر حملے کئے

لنڈن ۱۵ ستمبر۔ اٹلی میں آٹھویں فوج ان پہاڑی مورچوں میں گھس گئی ہے جو رمینی کا بچاؤ کر رہے ہیں۔ پانچویں فوج بھی گاتھک لائن

تریاق کبیر
کھانسی۔ نزلہ۔ دردسر۔ بچھو اور سانپ کے کاٹے کے لئے ذرا سا لگا دیجئے۔ ہر گھر میں اس دوا کا ہونا ضروری ہے۔ قیمت بڑی شیشی تین روپے درمیانی شیشی عہ چھوٹی شیشی ۱۱/
ملنے کا پتہ
دواخانہ خدمت خلق قادیان

سونے کی گولیاں رجسٹرڈ یہ نایاب گولیاں شباب کی تمام امراض کا قلع قمع کرتی ہیں۔ عہ کی پانچ
طبیہ عجائب گھر قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah